وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

یعنی حضرت نبیؐ کو لائے اور امت نے تج کو تج مانا یہی متقی ہیں خدا کے نزدیک فرق ہیں انکا یکسا ہے جو چاہیں خدا کے پاس سے ہی جزا ہے حاضران دربار کی سلطانون مبارک ہو کہ شعب الایمان جنکی تعریف حدیث صحیح میں وارد ہے حسب تحقیق علمائے حنفیہ کتب احادیث سے انتخاب کر کے مرقوم فرمایا ہے اور تعرفوا عالم غیب کے

جوہر ایمانی
سر قرآنی

جیسا کہ معتبر بشرح و بسط بیان ہوا جس سے ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ دخول جنت کے واسطے کافی ہے۔ حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضائے رحمان ہے کلید غفران ہے امان دو جہان ہے

از انفاس مولوی عبد القادر المشہور غلام قادر قریشی

بھیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور

مطبوعہ ... پریس لاہور

یہ رسالہ مسجد بیگم شاہی مستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے

اور اس رسالہ کا دوسرا نام یہ ہے شعب الایمان معہ علم الغیب رسالہ علم الغیب اسلام کی ۱۱ کتابوں سے ۱۳۴۶ ... ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ والصلوٰۃ علی
حبیبہ سیدنا محمد المصطفیٰ والہ وصحبہ کل منہم مرتضیٰ
ومجتبیٰ۔ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان
بضع وسبعون شعبۃ یعنی ایمان کے چند اور ستر روشن شاخیں
ہیں افضلہا لا الٰہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذیٰ عن
طریق المسلمین۔ والحیاء شعبۃ من الایمان یعنی بڑا اونچا
شعبہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور پست تر مسلمانوں کے رستہ سے
موذی کو ہٹانا ہے۔ اور حیاء خدا وخلقت سے ایک شعبہ ایمان
کا ہے۔ اس حدیث شریف کے معنوں میں علمائے کرام نے بقدر
علم واطلاع باحادیث نبوی تفصیل فرمائی اکثر محدثین اور شارحین
حدیث نے فرمایا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت شعبوں
کی ہے نہ حصر در عدد مذکور۔ اور محققین حنفیہ سے جیسے بدر الدین عینی
نے بعد بیان لطائف اس حدیث کے لفظ بضع کی تحقیق فرمائی کہ
مراد اس سے ساٹھ ہیں پس مجموعہ شعبہائے ایمان ستتر ہیں اور شیخ
قدوۃ المحققین محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فرمایا کہ بضع کا
لفظ دو سے نو تک بولا جاتا ہے۔ تو مراد نہایت عدد کا ہے یعنی
وہ شعبے ہیں حسب تعداد حروف مقطعات وارد اوائل سور
قرآنیہ کہ ۷۹ ہیں ایک شعبہ علی مومن کے دل میں ہے اور باقی ۷۸
شعبے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جو مومن کی محافظت کرتے ہیں۔
ان ملائکہ کے نام یہی حروف مقطعات ہیں۔ الم المص الر

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

یعنی حضرت ﷺ کو لائے اور امت نے ﷺ کو سچ مانا یہی متقی ہیں۔ خدا کے نور میں غرق ہیں انکا یہ ملک ہے جو چاہیں خدا کے پاس یہی جزا ہے حاضران دربار کی سلطانوں سا رتبہ ہوگا شعب الایمان جنکی تعریف حدیث صحیحین وارد ہے حسب تحقیق علامہ حنفیہ [illegible] کتب احادیث سے انتخاب کرکے مرقوم فرمایا ہے

اور تقریر قرآنی [illegible] عالم غیب [illegible] عالم شہادت کے

جوہر ایمانی
سرّ قرآنی

جیسا آنکھ سے [illegible] حضور مرشد [illegible] بشرح وبسط بیان ہوا جس سے ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ دخول جنت کے واسطے کافی ہے۔ حرز جان ہے نور ایمان ہے۔ رضائے رحمان ہے کاشف غفران ہے امان دو جہان ہے

از انفاس مولوی عبدالقادر الشہیر غلام قادر قریشی
بھیروی مقیم مسجد بیگم شاہی لاہور

[illegible] پریس لاہور

یہ رسالہ مسجد بیگم شاہی مستی دروازہ لاہور میں مل سکتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ والصلوٰۃ علیٰ
حبیبہ سیدنا محمد المصطفیٰ و آلہ وصحبہ کل منہم مرتضیٰ
و مجتبیٰ - حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الایمان
بضع وسبعون شعبۃ یعنی ایمان کے چند اور ستر روشن شاخیں
ہیں افضلہا لا الٰہ الا اللہ و ادناہا اماطۃ الاذیٰ عن
طریق المسلمین - والحیاء شعبۃ من الایمان یعنی بڑا اونچا
شعبہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور پست تر مسلمانوں کے رستہ سے
موذی کو ہٹانا ہے - اور حیا رضاء خدا و خلقت سے ایک شعبہ ایمان
کا ہے - اس حدیث شریف کے معنوں میں علمائے کرام نے بقدر
علم و اطلاع بر احادیث نبوی تفصیل فرمائی اکثر محدث اور شارحین
حدیث نے فرمایا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت شعبوں
کی ہے نہ حصر در عدد مذکور - اور محققین حنفیہ سے شیخ بدر الدین عینی
نے بعد بیان لطائف اس حدیث کے لفظ بضع کی تحقیق فرمائی کہ
مراد اس سے سات ہیں پس مجموعہ شعبہ ایمان ستتر ہیں اور شیخ
فرد و محققین محی الدین بن عربی قدس سرہ نے فرمایا کہ بضع کا
لفظ دو سے ۹ تک بولا جاتا ہے - تو مراد نہایت عدد کا ہے یعنی
۹ شعبے ہیں حسب تعداد حروف مقطعات در اوائل سور
قرآنیہ ان میں ایک شعبہ علم مومن کے دل میں ہے اور باقی ۷۸
شعبے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جو مومن کی حفاظت کرتے ہیں -
ان ملائکہ کے نام ہیں حروف مقطعات ہیں - الم المص الرا

الٓر الٓمٓ الٓر الٓمٓر کہیعص طٰہٰ طسم طس طسم الم یٰسٓ صٓ حٰم حمعسق حم حم قٓ نٓ یہ جملہ حروف ۱۴ ہین

الف (۱۳) ل (۱۳) م (۱۷) ص (۳) ر (۶) ک (۱) ی (۲)
ع (۲) ط (۴) ھ (۲) س (۵) ق (۲) ن (۱) ح (۷)

مگر فرشتے جدا جدا ہین ۔ ایک نام مختص ہے ۔ جیسا ن اور کئی نام مشترک چند ملائکہ مین ہین جیسے ل ۔ م ۔ ر ۔ س ۔ ص ۔ غرض یہ ملائکہ ہین ہر ایک کے ہاتھ مین ایک شعبہ ایمان کا ہے جیسے مشعل نور کی جب مومن پڑھتا ہے ۔ الٓمٓ تو تین فرشتے جنکے یہ نام ہین لبیک لبیک کہتے ہین کیا حکم ہے ہم بجا لاوین اگر مومن کوئی حکم کرتا ہے تو بجا لاتے ہین ۔ اگر قرآن شریف مین مشغول رہتا ہے تو وہ دعا کرتے ہین شیخ نے فرمایا کہ کشف سے ان سب فرشتون کو مین دیکھتا ہون ۔ کسی مومن کے ساتھ ایک کسی کے ساتھ دو اور بعض مومن کامل کے ساتھ سب ۷۸ فرشتے ہوتے ہین اسیواسطے عالمون نے لکھا ہے کہ ۷۸ حروف مقطعات لکھکر جس چیز پر چسپان کرین وہ ہر بلا سے محفوظ رہتی ہے ۔ کشتی و جہاز غرق سے مکان و صندوق حرق اور سرق سے عالمون کو خواص حروف کے معلوم ہوئے فرشتون سے ناواقف ہین ۔ اور جنکو فرشتون کا کشف ہے ۔ وہ تمام قرآن شریف کے حروف سے واقف ہین اور ہر ایک حرف کا ایک فرشتہ خادم دیکھتے ہین ۔ جتنے حروف قرآن شریف کے ہین ہر ایک حرف کا ایک خادم ہے ۔ کوئی آیت پڑھکر دعا مانگین یا دم کرین تو وہ ملائکہ تاثیر و کام کرتے ہین یہ ذکر طویل ہے اسکے واسطے رسالہ جدا لکھا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب لفظ وشعب ایمان کے لکھنے ضروری ہین جو بدر الدین عینی نے کتب احادیث سے انتخاب کرکے لکھے وہ یہ ہین شعار اہل اسلام جیسے لکھے

عامل ہونگے تو آئندہ تحقیق مشیخ کی لکھی جاویگی - انہیں نجات اخروی و
سعادت دنیوی مقصود ہے -

کتاب شرح عینی جلد اول صفحہ ۱۵۱ - بدرالدین عینی نے کہا کہ بہت لوگوں
نے شعب الایمان لکھے ہیں - میں سب کا خلاصہ یہ لکھتا ہوں کہ شعب الایمان
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی ہے لیکن ایمان کامل اور تصدیق قلبی - اقرار
لسانی عمل ارکان ہیں - جو تین قسم ہیں **قسم اول تصدیق قلبی کے تیس**
شعبے ہیں جن شعبوں سے کتب عقائد مشحون ہیں - (۱) اول ایمان بذات
وصفات توحید باری تعالیٰ - لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (۲) حدوث
عالم ماسوا اللہ تعالیٰ (۳) ملائکہ پر ایمان لانا - (۴) اَلْاِيْمَانُ بِالْكُتُبِ
الْمُنَزَّلَةِ - (۵) اَلْاِيْمَانُ بِالرُّسُلِ (۶) اَلْاِيْمَانُ بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ
خیر و شر (۷) ایمان بروز قیامت جیسے سوال منکر و نکیر و عذاب قبر
بعث و نشر حساب و وزن اعمال و عبور پر صراط و جمیع مواقف میدان
حشر داخل ہیں (۸) وعدہ جنت برائے مومنین و خلود مومنین در جنت
(۹) و اعتقاد بدخول کفار در جہنم - و خلود کفار فی النار (۱۰) و حب محبوبان خدا
جس میں صحابہ کرام و اہل بیت - اولیائے عظام و سائر صالحین و
ابرار - اور عترت رسول اللہ ﷺ و آل حضرت داخل ہیں (۱۲) جس شخص کی
محبت ہو اوس کا اتباع محبت کی صورت ہے - (۱۳) اخلاص یعنے ریا و
نفاق کا ترک کرنا - (۱۴) توبہ کرنا اور ندامت از گناہ (۱۵) خوف عذاب
(۱۶) رجا بر اعمال صالح (۱۷) نا امیدی کا ترک کرنا - (۱۸) شکر بر نعمت
خدا (۱۹) وفائے عہد - (۲۰) صبر پر تکالیف (۲۱) تواضع یعنے تعظیم بزرگان
دین (۲۲) رحمت و شفقت بر ضعفا و مساکین و ایتام و خوردان
(۲۳) رضا بقضا الٰہی (۲۴) توکل یعنے اعتماد در جمیع امور بر تقدیر اللہ -
(۲۵) ترک عجب یعنی خود پسندی و ترک تکبر یعنے اپنی خود نمائی اور پاک

دامنی کا اظہار اور گھمنڈ نہ کرے (۲۶) ترک حسد یعنی اندرونی کپٹ اور شغن یعنی کینہ و سوخت دلی مسلمانوں کی نسبت نہ کرنا (۲۷) ترک غضب (۲۸) کھوٹاپن یعنی بدچلنی اور فریب کو ترک کرنا۔ (۲۹) ترک دنیا و مال و منال (۳۰) ترک جاہ و جلال۔

قسم ثانی - یعنی اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ کے سات شعبے ہیں۔ (۱) کلمہ توحید کا زبان سے کہنا (۲) تلاوت قرآن مجید فرقان حمید (۳) علم فقہ شریف کا پڑھنا۔ (۴) دعا سے حاجات و دعائے خیر و دفع شر (۵) ذکر الٰہی جس میں سب اقسام ذکر کے داخل ہیں (۶) استغفار از معاصی (۷) لغویات اور فضول اور بیہودہ گوئی سے اجتناب و پرہیز کرنا

قسم ثالث یعنی عمل بالارکان کے شعبے چالیس ہیں اور یہ تین قسم کے ہیں۔ اول مختص بذات الاشخاص جو تعداد میں سولہ ہیں (۱) طہارت ثوب و مکان و بدن جس میں وضو و غسل بدن از نجاست حقیقی و حکمی داخل ہے۔ (۲) اقامت صلوٰۃ یعنے فرائض و نوافل و قضا اور نماز کے فرائض و واجبات و سنتیں و مستحبات داخل ہیں (۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ کفارات و صدقہ فطر۔ و نفقات ذی رحم۔ و ضیافت مہمانان و ولائم و عرس اولیا (وعیرہم کی نذریں) سب داخل ہیں۔ (۴) روزہ کے سب اقسام یعنے روزہ ہائے رمضان و کفارات و ایام بیض و ستہ شوال سب داخل ہیں (۵) حج وغیرہ مع جمیع ارکان و واجبات و سنتیں۔ (۶) اعتکاف در ماہ رمضان جس میں لیلۃ القدر کی طلب اور جستجو بھی داخل ہے (۷) اپنا دین لیکر کفار سے دور ہو جانا جس میں ہجرت از دار الکفر و دار الحرب بسوئے دار الاسلام داخل ہے۔ (۸) نذر یعنی مباح کو اپنے ذمہ واجب کر لینا اسے وفائے نذر یا ایجاب ساتھ اللہ کے ہو یا ساتھ عباد اللہ کے۔ مثلاً خدا تعالے کے ساتھ عہد کیا کہ اگر

میرا یہ کام ہو جاسے گا تو مین صوم - یا صلوٰۃ یا صدقہ تیرے نام ادا کرونگا
یا کسی جیدہ کے ساتھ ہو - اسطرح پر کہ اگر تو یہ کام کرے تو مین اسقدر
تجھکو دون گا - یا تیرے ساتھ کوئی اور سلوک کرون گا غرض نذر ایسے جائز
مباح کا نام ہے - مال وغیرہ - (۹) تَحَرِّی فِی الْاَیْمَانِ یعنی ایمان
کا احتیاط کرنا کہ اسمین کوئی شائبہ نقصان کا نہ ہو جاوے (۱۰) ادائے
کفارہ یعنی عتق عبد یا لباس یا خوراک دس آدمیون کا یا تین دن
روزہ کفارہ قسم مین اور ساٹھ آدمیوں کی دو وقتہ خوراک یا ساٹھ روزہ کفارہ صوم و ظہار
مین (۱۱) ستر عورت مرد کو ناف سے تا زیر زانون - اور عورت کو سارا
بدن سوائے ہاتھون کی ہتھیلیون کے اور پاؤن کے داخل نماز
ہو یا خارج از نماز فرض ہے (۱۲) قربانی و عتق پر جس زبان سے
نذر کرے اُس کا ادا کرنا - (۱۳) میت مومنین کی تجہیز و تکفین کا
انتظام کرنا - (۱۴) قرضہ ادا کرنا (۱۵) معاملات جیسے بیع و شراء
و کفالہ و حوالہ و ہبہ وغیرہ و خرچ معاملات مین صفائی حسب شرع قائم
رکھنا سود و مال و سود وغیرہ سے اجتناب کرنا - (۱۶) شہادت ادا
کرنی بوجہ کامل اور اس کے اخفا سے پرہیز کرنا -

دوسری قسم عمل بالارکان کا مختص بمتعلقین ہے - اور یہ چھ
شعبے ہین (۱) نکاح کرکے حرام سے بچنا (۲) عیال کے حقوق نان و
نفقہ ادا کرنا جس مین نوکرون سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنا داخل
ہے (۳) والدین اور باقی اہل حقوق کے ساتھ وفاداری اور
سلوک کرنا اور انکی نافرمانی سے بچتے رہنا (۴) تربیت و تعلیم
دینا و بیہ اولاد کی (۵) صلہ رحمی کو قائم رکھنا یعنے رشتہ دارون
سے میل جول و ملاقات کرنی - اور رشتہ قائم رکھنا - (۶) اطاعت
الموالی یعنی غلام کو اپنے آقا کی شاگرد کو استاد کی اور مرید کو اپنے

مرشد کی اطاعت کرنا۔
تیسری قسم۔ عمل بالارکان کا عام مومنین کے ساتھ متعلق ہے
اور اسکے ۱۸ شعبے ہیں۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین
کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اول صحابہ کرام کی پھر تابعین اور
مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صالحین امت کی ہے۔ بعدہ
جماعت اہل مکہ ومدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقوی واصلاح
مسلم فی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولی الامر
یعنی سلاطین امر معروف کرنیوالوں کی تابعداری کرنی۔ (۴) باہم
مسلمانوں کا اتفاق کرانا نرمی سے ہو یا گرمی سے ہو جیسے قتال
خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقائد جس میں مخالف عقیدہ اہل سنت
والجماعت داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے کتاب البغاۃ میں مخالف اہل
سنت والجماعت کو خوارج و باغی لکھا ہے (۵) وفاداری پر مدد
واعانت کرنی (۶) امر معروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور
بدی سے منع کرنا (۷) اقامۃ الحدود یعنی بادشاہ کو مرتکب کبائر
پر حدود اللہ جاری کرنے یعنے قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی
پر حد لگانی۔ اور قطع ید سارق کا کرنا۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان
جرائم کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۸) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تاکہ
یعنی سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گذروں پر چھاؤنیاں ڈالنیان۔
(۹) امانت کا ادا کرنا یعنی خمس یعنی پانچواں حصہ جو اللہ اور رسول
کا حق ہے۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۱۰) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔
اگر لیا ہو تو پورا ادا کر دینا۔ (۱۱) ہمسایہ کی عزت وخدمت کرنا (۱۲)
مال کا جمع کرنا بطریق وجہ حلال۔ (۱۳) انفاق مال بوجہ حلال نہ بلا اسراف
بقدر حاجت و بلا زیادتی و نقصان (۱۴) مومنین کے سلام کا جواب

دینا۔ باستثناء ان حالات کے جہاں سلام دینا مکروہ ہے۔ مثلاً بوقت
قراءۃ قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت
برہنگی۔ یا بحالت نامشروع وقت اشتغال بعصیان۔ (تشریح)
یہ رد سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے۔ اور جو شخص
عند الحاکم برائے ادائے شہادت یا در مسجد برائے نماز آوے
اور سلام کہے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے۔ تو اس سلام
کا جواب واجب نہیں ہے۔ (۵) تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ یعنے چھینک
کا جواب دینا جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے تو سامع
یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے (۶) کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔ (۷) بیہودہ بات
ولہو و لعب سے پرہیز کرنا۔ (۸) مسلمانوں کے رستہ سے موذی
دور کرنا۔ وَالسَّلَامُ وَخَیْرُ الْاِخْتِتَامِ ٭ عینی شرح بخاری جلد ثانی ص۳۳
بذیل حدیث فَاِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ كَمَا اَرٰی فِیْ جِهَةِ قِبْلَتِیْ یعنے میں پیچھے والے کو ایسا
دیکھتا ہوں جیسا سامنے میں وَفِیْهِ دَلَالَةٌ لِلْاَشَاعِرَةِ حَیْثُ لَا یَشْتَرِطُوْنَ فِی الرُّؤْیَةِ
مُوَاجَهَةً وَلَا مُقَابَلَةً وَجَوَّزُوْا اِبْصَارَ اَعْمَی الصِّیْنِ بَقَّةَ اَنْدَلُسَ قُلْتُ هُوَ الْحَقُّ عِنْدَ
اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّ الرُّؤْیَةَ لَا یُشْتَرَطُ لَهَا عَقْلًا عُضْوٌ وَلَا مُقَابَلَةٌ وَلَا قُرْبٌ فَلِذٰلِكَ
حَكَمُوْا بِجَوَازِ رُؤْیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الدَّارِ الْاٰخِرَةِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ فِی الرُّؤْیَةِ مُطْلَقًا
وَلِلْمُشَبِّهَةِ وَالْكَرَّامِیَّةِ فِیْ خُلُوِّهَا عَنِ الْمُوَاجَهَةِ وَالْمَكَانِ فَاِنَّهُمْ اِنَّمَا جَوَّزُوْا رُؤْیَةَ
اللّٰهِ تَعَالٰی لِاعْتِقَادِهِمْ كَوْنَهُ تَعَالٰی فِی الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ وَاَهْلُ السُّنَّةِ اَثْبَتُوْا رُؤْیَةَ اللّٰهِ
تَعَالٰی بِالنَّقْلِ وَالْعَقْلِ كَمَا ذُكِرَ فِیْ مَوْضِعِهٖ وَتَمَسَّكُوْا بِالْبُرْهَانِ عَلٰی اَنَّ تِلْكَ الرُّؤْیَةَ
مُبَرَّاةٌ عَنِ الْاِنْطِبَاعِ وَالْمُوَاجَهَةِ وَاِتِّصَالِ الشُّعَاعِ بِالْمَرْئِیِّ یعنے اس حدیث میں اہل
سنت اشاعرہ کی سند ہے کہ رویت میں مواجہت اور مقابلہ ضرور نہیں اور جائز رکھتے
ہیں کہ چین میں اندھا ملک افریقہ کے مچھر کو دیکھے کہتا ہوں یہی حق ہے نزدیک اہل سنت
جماعت کے کہ رویت میں عقلاً شرط نہیں کہ آنکھ سے دیکھے یا مقابلہ ہو یا قرب ہو۔

مرشد کی اطاعت کرنا۔
تیسری قسم عمل بالارکان کا عامہ مومنین کے ساتھ متعلق ہے
اور اسکے ۱۸ شعبے ہین ۔ (۱) حکومت بالعدل (۲) جماعت مسلمین
کے ساتھ اتفاق کرنا یعنی جماعت اول صحابہ کرام کی پھر تابعین اور
مجتہدین کی ہے پابندی تابعین اور صالحین امت کی ہے ۔ بعدہ
جماعت اہل مکہ و مدینہ یعنی حرمین شریفین کی ہے کہ انکا تقوی و صلاح
مُسلّم فی الدین ہے انکا مخالف دور از رحمت خدا ہے (۳) اولے الامر
یعنی سلاطین امر معروف کرینو اون کی تابعداری کرنی ۔ (۴) باہم
مسلمانون کا اتفاق کرانا نرمی سے ہو یا گرمی سے ہو جیسے قتال
خوارج و باغیان یعنی مخالفین عقائد جس مین مخالف عقیدہ اہل سنت
والجماعت داخل ہے ۔ جیسا کہ شامی نے کتاب بغاۃ مین مخالف اہل
سُنّت والجماعت کو خوارج و باغی لکھا ہے (۵) وفاداری پر مدد
و اعانت کرنی (۶) امر معروف نہی عن المنکر یعنی نیکی کا امر کرنا اور
بدی سے ہٹانا (۷) اقامۃ الحدود یعنی پادشاہ کو مرتکب کبائر
پر حدود اللہ جاری کرنے یعنے قصاص قاتل سے لینا۔ زانی اور شرابی
پر حد لگانی ۔ اور قطع ید سارق کا کرنا ۔ اور دیگر تعزیرات ماسوائے ان
جرائم کے حسب رائے حاکم جاری کرنا (۸) جہاد فی سبیل اللہ کرنی تاکہ
یعنی سد ثغور یعنی دار الحرب کے راہ گذرون پر چھاؤنیان ڈالنیان ۔
(۹) امانات کا ادا کرنا یعنی خمس یعنی پانچوان حصہ جو اللہ اور رسول
کا حق ہے ۔ مال غنیمت سے ادا کرنا (۱۰) کسی مسلمان کو قرض حسنہ دینا۔
اگر لیا ہوا ہو تو پورا ادا کر دینا ۔ (۱۱) ہمسایہ کی عزت و خدمت کرنا (۱۲)
مال کا جمع کرنا بطریق وجہ حلال ۔ (۱۳) انفاق مالی بوجہ حلال (بلا اسراف)
بقدر حاجت و بلا زیادتی و نقصان (۱۴) مومنین کے سلام کا جواب

دینا ۔ باستثنا ان حالات کے جہان سلام دینا مکروہ ہے ۔ مثلاً بوقت قراۃ قرآن شریف یا بوقت سماع اذان یا بوقت اکل طعام یا بحالت برہنگی ۔ یا بحالت نامشروع وقت اشتغال بعصیان ۔ (تشریح) یہ رد سلام مختص بسلام زیارت اشخاص ملاقات ہے ۔ اور جو شخص عند الحاکم براے اداے شہادت یا در مسجد براے نماز آوے اور سلام کہے اور اہل محکمہ یا اہل مسجد کو سلام کہے ۔ تو اس سلام کا جواب واجب نہین ہے ۔ (۱۵) تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ یعنے چھینک کا جواب دینا جب چھینکنے والا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑہے تو سامع یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے (۱۶) کسی کو ضرر نہ پہنچانا ۔ (۱۷) بیہودہ بات ولہو ولعب سے پرہیز کرنا ۔ (۱۸) مسلمانون کے رستہ سے موذی دور کرنا ۔ وَالسَّلَامُ وَخَیْرُ الْاِخْتِتَامُ ⁂ عینی شرح بخاری جلد ثانی صفحہ ۲۳۳

بذیل حدیث فَاِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی فِیْ جِھَتِہٖ قِبَلِیْ یعنے مین پیچھے والے کو ایسا دیکہتا ہون جیسا سامنے مین وَفِیْہِ دَلَالَۃٌ لِلْاَشَاعِرَۃِ حَیْثُ لَا یَشْتَرِطُوْنَ فِی الرُّؤْیَۃِ مُوَاجِھَۃً وَلَا مُقَابَلَۃً وَجَوَّزُوْا اِبْصَارًا عَمَی الصِّیْنِ بَقَّۃَ اَنْدُلُسَ قُلْتُ ھُوَ الْحَقُّ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ اَنَّ الرُّؤْیَۃَ لَا یُشْتَرَطُ لَھَا عَقْلًا عُضْوٌ وَلَا مُقَابَلَۃٌ وَلَا قُرْبٌ فَلِذٰلِکَ حَکَمُوْا بِجَوَازِ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ فِی الرُّؤْیَۃِ مُطْلَقًا وَلِلْمُشَبِّھَۃِ وَالْکَرَامِیَّۃِ فِیْ خُلُوِّھَا عَنِ الْمُوَاجِھَۃِ وَالْمَکَانِ فَاِنَّھُمْ اِنَّمَا جَوَّزُوْا رُؤْیَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِاعْتِقَادِھِمْ کَوْنَہٗ تَعَالٰی فِی الْجِھَۃِ وَالْمَکَانِ وَاَھْلُ السُّنَّۃِ اَثْبَتُوْا رُؤْیَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالنَّقْلِ وَالْعَقْلِ کَمَا ذُکِرَ فِیْ مَوْضِعِہٖ وَبَیَّنُوْا بِالْبُرْھَانِ عَلٰی اَنَّ تِلْکَ الرُّؤْیَۃَ مُنَزَّھَۃٌ عَنِ الْاِنْطِبَاعِ وَالْمُوَاجِھَۃِ وَاتِّصَالِ الشُّعَاعِ بِالْمَرْئِیِّ یعنے اس حدیث مین اہل سنت اشاعرہ کی سند ہے کہ رویت مین مواجہت اور مقابلہ ضرور نہین اور جائز رکہتے ہین کہ اندہا چین مین اندلس کے مچہر کو دیکہے کہتا ہون مین یہی حق ہے نزدیک اہل سنت جماعت کے کہ رویت مین عقلاً شرط نہین کہ آنکہ سے دیکہے یا مقابلہ ہو یا قرب ہو ۔

رسالہ علم الغیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ **اما بعد** مسئلہ علم الغیب کا اہم مسائل اعتقادی سے ہے اب سوال ہے کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ پڑھنا اور اونکا سنا صحیح ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مدلل بدلیل آیت وحدیث بیان کرو وباللہ التوفیق **الجواب** یہ مسئلہ مزلت الاقدام علمائے کرام میں شاید سب کو دہوکا ہوا بڑے بڑے رسالے لکھے لیکن مفید مطلب ہوئے لفظ غیب سے معنے مراد کو نہ سمجھے اور وظیفہ معمولہ میں فقرائے صوفیہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا بوضاحت نہ بیان ہوا غائب کے پکارنے کو علم غیب لکھتے رہے اور فریق مخالف خاموش ہو رہی کہتا رہا کہ اگر علم غیب ہوتا ہے تو بالہام ربانی ہوتا ہے ہر وقت نہیں ہوتا۔ قائل اور مجیب اصل مطلب سے بے نصیب رہے اور مطالب آیت کریمہ عالم الغیب والشہادۃ کا عموم علم باریتعالی کا ساتھ ظاہر اور باطن کے اور آیۃ کریمہ لا یعلم الغیب الا اللہ یعنے غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اس سے خصوص علم غیب کا بذات اللہ ہے پس جو کچھ عالم شہادت میں واقع ہوا اسکا علم خاصہ خدا نہیں دوسرے اور آدمی اور جنات وحیوانات بھی شریک ہیں یہ بات کہ دور او نزدیک سے یکساں جاننا اور ہر وقت ہر ایک واقعہ عالم شہادت کا شاہد وعالم ہونا خاصہ خدا ہے یا نہیں علم غیب جو خاصہ خدا تعالی کا ہے

وہی ہے جو متعلق بذات اقدس ہے اور جو کچھ مخلوق ہے وہ عالم شہادت
ہے عالم شہادت اسیواسطے نام رکھا کہ وہ خلقت سے مخفی نہین
جو مخلوق فطرت اصلی پر ہے اور اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتی ہے
اور سیکوئی شئے عالم شہادت کی مخفی اور پوشیدہ نہین ہر ذرہ عالم کا
تسبیح کرتا ہے سبکو دیکھتا ہے سبکی باتین سنتا ہے لیکن اسکی بات
سمجھ مین نہین آتی اللہ تعالی نے فرمایا ہے وان من شیء الا یسبح
بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم یعنے ہر چیز تسبیح کرتی ہے لیکن تم تسبیح
اونکی نہین سمجھتے انسان کامل کو اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ بنایا خلیفہ
کا حکم تبھی جاری ہوتا ہے جب مخلوق کی بات چیت حرکات
نیک و بد سے واقف ہو ہر چیز کو خطاب کر کے حکم فرمائے وہ چیز
خلیفہ کی بات سمجھتی ہو دیکھو اللہ تعالی نے فرمایا ہے یومئذ تحدث
اخبارہا جس دن زمین اپنی سب باتون کی خبر دے گی زمین دیکھتی
سنتی ہے مگر بلا اذن خدا کے بولتی نہین قیامت مین جب اذن ہوگا
سب کچھ کہدے گی ایسا ہی آفتاب بعد غروب کے سجدہ پیش عرش
رب العالمین کرتا ہے اور اللہ تعالی پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیسے تھے
تو عرض کرتا ہے کہ جب مین گیا تو ذکر کرتے تھے اور جب مین آیا تو ذکر کرتے
تھے اب آفتاب کے بعد کو خیال کر کے گوشہ نشینون کے اذکار خفیہ کا
سننا علم غیب نہین ہے اور ایسا ہی درخت و آسمان بہشت و دوزخ
ہر ایک نیک و بد کو جانتے ہین اور قیامت مین سب گواہی دینگے دوزخ
کفار کو اپنی طرف کھینچے گا بہشت نیکو کو اپنی طرف مقناطیس کیطرح جذب
کرلیگا۔ اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے مومن کامل پل صراط
سے مثل برق خاطف کے ایک چمک مین گزر جاوینگے بعض تیز آندھی
کی طرح جاوینگے بعضے گھوڑے کیطرح جاوینگے حدیث شریف مین

ہے کہ مومن کہتا ہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ اُسی وقت دوزخ
کہتا ہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ غرض عالم شہادت میں دو
سے دور بہشت و دوزخ ہے کیونکہ بہشت بر آسمان ہشتم ہے جسکا
آسمان عرش ہے اور دوزخ زیر ہفت زمین ہے جب مومن کی آواز
مونہہ سے نکلتی ہے تو دوزخ سنتا ہے اور بہشت والے بھی اسی
طرح سنتے ہیں حدیث شریف میں ہے جب عورت اپنے شوہر
صالح کو رات کو وقت تخلیہ میں خفا ہوکر کچھ کہتی ہے تو حوران بہشتی
اوسکی آواز سنکر کہتی ہیں اے کمبخت تو اس نیک مرد کا دل نہ دکھا
کہ یہ چند روز تیرے پاس مہمان ہے ہمارے پاس آنیوالا ہے یہ کہنا۔
اور سننا حوروں کا اور دیکھنا ہر وقت اور ہر شخص عورت کے ساتھ ہوتا
ہے جو حوریں نامزد جس مومن کی ہورہی ہیں اوس کی عورت سے
یہی خطاب کرتی ہیں اور فرشتے آسمانوں کے جب امام وَلَا الضَّآلِّیْن
پڑھتا ہے آمین کہتے ہیں خصوصیت کسی آسمان کی نہیں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب چاند کو اشارہ انگلی سے کیا تو وہ دو ٹکڑے
ہوگیا ایک ٹکڑا اوپر رہا دوسرا مشرق کو چلا گیا جب وہ ٹکڑا اپنی جگہ واپس
آگیا تو دوسرا ٹکڑا مغرب کو چلا گیا چاند دیکھتا سنتا تھا حکم مان کر انگلی
کا اشارہ سمجھ کر شق ہوگیا اسیطرح جس درخت کو حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم نے بلایا وہ بولا جس پتھر کو بلایا وہ بھی کلمہ شہادت پڑھتا رہا
اور جب حضرت شتر پر سوار ہوکر سفر میں رات کو چلتے تو درخت۔
سامنے والے ہٹ جاتے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت روان
پر دربار لگائے ہوئے چند ماہ کے سفر سے جنگل و دشت دور دراز
سے آواز چیونٹی کا سننا اور ہنسنا پھر چیونٹی کو خطاب کرنا اوس کا
جواب دینا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ پاکوں کو دور و نزدیک سے دیکھنا

سننا یکسان ہے شیخ محی الدین عربی قدس سرہ فرماتے ہین اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے زمین و آسمان وغیرہ کو روشن کرکے قائم کر رہا ہے وہ نور سب ذرات کے اندر ظاہر ہے جب عارف کا دل منور بنور الٰہی ہو جاتا ہے تو ہر چیز دور و نزدیک بذریعہ اس نور کے یکسان نظر آتی ہے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ثُمَّ خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ نُوْرِیْ یعنے اللہ تعالےٰ نے اول میرا نور پیدا کیا پھر خلقت کو میرے نور سے پیدا کیا جیسے سب مخلوقات پُر از نور الٰہی جو نور نبوی ہے معمور ہو رہی ہے۔ اس نور کے سبب سب حضور نبوی مین حاضر ہین غائب کوئی نہین اسکی مثال علما نے لکھی ہے جیسے چودھوین رات کا چاند کہ ہر جگہ مین یکسان نور افشان و حاضر ہے یہ ذکر عالم شہادت کا ہے اور عالم غیب جسکا علم خاصہ الٰہی ہے وہ بتعلیم اللہ تعالےٰ کے حضرت اور وارثان حضرت کو حاصل ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنے غیب خاص اپنا سوا اپنے رسول پسندیدہ کے کسی کو نہین دکھاتا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے فرق کیا ہے کہ خدا رسول کو اصل غیب کہا دیتا ہے اور ولی کو عکس غیب یعنے ولی کے دل پر غیب کا نقش ہو جاتا ہے جیسا شیشہ مین باغ و مکان کا نقش آجاتا ہے تو شیشہ کے دیکھنے سے باغ دکھائی دیتا ہے اور رسول خدا باغ دیکھتا ہے۔ غرض رسول و ولی پر کشف غیب خاصہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ذاتی ہے اور رسول و ولی کو کشفی۔ رسول و ولی مین یہی کشف بالذات اور بالواسطہ کا فرق ہے اس علم غیب سے جو خاصہ خدا ہے بحث کرنی کہ رسول و ولی کو ہے یا نہین

بالکل ایمان سے دور ہے کیونکر علم غیب کے ذریعہ سے رسول ہے
اور رسول کے ذریعہ سے ولی ہے اب یہ بات کہ رسول وولی کو
کس قدر علم غیب ہے یہ باب بچا ہے کیونکہ جو علم قرآن شریف مین
ہے جسکے ساتھ ایمان لانا فرض ہے وہ جملہ اسمار وصفات واحکام
باریتعالی کے ہین اور جملہ احوال قیامت کے میدان حشر کے اور بہشت
دوزخ کے ابدالآباد تک یہ سب علوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بتمام
وکمال روشن ہین آپ کا ارشاد ہے اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
یعنے مجھکو اللہ تعالے نے علم اولین وآخرین کا دیا ہے کوئی علم ہو خواہ
ہو نجوم احکام شریعت کے ہون یا احوال ملائکہ کے ہون سب کچھ
حضرت کو حاصل ہے اور حضرت کے وارثان پر بسبب تابعداری
وتقوے کے روشن ہین اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَعَلْنَا لَهُ نُوْرًا يَّمْشِيْ
بِهٖ فِي النَّاسِ   الآیۃ یعنے جو شخص ایمان لاوے اور تقوے
کرے اسکو روح دیتے ہین ہم اور نور جس کے سبب لوگون کے
اندرونی حالات کے سیر کرتا ہے ایسا ہی حضرت غوث پاک نے
فرمایا ہے کہ اگر شریعت کی لگام نہوتی تو مین تمکو سارے حالات
اندرونی کی خبر دیتا اور تم میرے سامنے ایسے ہو جیسے شیشے کے اندر
کی چیز نظر آتی ہے مگر اظہار اسرار باطنی کا حکم شرعی نہین بعد اس تمہید
کے تعریف نبی ورسول الوالعزم اور خاتم النبیین اور ولی وخاتم
الاولیا کی جدا جدا کرنی واجب ہے کہ ہر مومن اپنے ایمان سے
واقف ہو ورنا واقفی سے چاہ ضلالت مین نہ پڑے - زرقانی
شرح مواہب اللدنی صـ۲ـ قال لغزالی النبوۃ عبارۃ عما یختص
بہ النبی ویفارق بہ غیرہ ھو یختص بانواع من الخواص
احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ وصفاتہ

وملائکتہ والدار الاٰخرۃ علمًا تخالف علم غیرہٖ بکثرۃ المعلومات و زیادۃ الکشف والتحقیق ثانیہا اَنّ لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم لہ الافعال الخارقۃ للعادۃ کما اَنّ لنا صفۃ تتم بہا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثہا اَنّ لہ صفۃ بہا یبصر الملٰئکۃ ویشاھدھم کما اَنّ البصیر صفۃ بہا یفارق الاعمٰی رابعہا ان لہ صفۃ بہا یدرک ما سیکون فی الغیب فہذہٖ کمالات وصفات ینقسم کل منہا الی اقسام انتہٰی امام غزالیؒ نے فرمایا نبوۃ مراد ہے اوس وصف سے جو مختص ہے ساتھ نبی کے اور ممتاز ہوتا ہے ساتھ اسکے غیروں سے اور نبی مختص ہے ساتھ چار خواص کے ایک یہ ہے کہ اوسکے ساتھ جانتا ہے حقائق امور متعلقہ ساتھ اللہ کے اور اوسکی صفات کو اور ملائکہ اور دار آخرت کو ایسا علم کہ جس کے سبب دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے ساتھ کثرت معلومات کے اور زیادتی کشف کے اور ساتھ تحقیق کے دوسرا خاصہ یہ ہے کہ اوس میں ایک ایسا وصف ہے جس سے معجزات پورے کرتا ہے جیسا کہ ایک ہماری صفت ہے جسکے ساتھ پوری حرکات ارادیہ ہوتی ہیں اس صفت کا نام قدرت ہے تیسرا خاصہ یہ ہے کہ اس میں نور ہے جسکے ساتھ فرشتوں کو مشاہدہ دیکھتا ہے جیسا کہ بینا آدمی کیواسطے ایک نور ہے جسکے سبب نابینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ (یعنی شئی بینا ہے اور خلقت نابینا) چوتھا خاصہ یہ ہے کہ اسکو نور ہے جسکے ساتھ عالم غیب میں چیزوں کو دیکھتا ہے جو آئندہ ظاہر ہونیوالی ہیں یہ سب خواص کمالات ہیں ان صفات سے بہت اقسام پیدا ہوتے ہیں اور رسول وہ ہے جسکو حکم اظہار اور تبلیغ احکام شرع کا حضور باریتعالی سے ہوا اور اولوالعزم رسول وہ ہیں جنکو حکم جہاد

اقتدال کا سا تحریر خالقین کے ہو اور خاتم النبیین وہ ہین کہ کل کمالات
انبیاء کے اور کل احکام شرائع کے اونمین کمالات ذاتی و شریعت
منزلہ بوجود کے جامع ہو کوئی حکم شریعت کا قیامت تک ہونیوالہ
باقی نرہجاوے انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم منسوخ نہین ہو سکتا او
نہ انکی شریعت کاملہ کا کوئی حکم باقی رہتا ہے اور ولی کامل وارث
۱۲۴۰۰۰ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم انبیا کا اور چوبیس ہزار اپنی شریعت
کا مجملہ ۱۴۸۰۰۰ ہزار ہے کہ جامع جمیع منازل ولایت کا ہو - ظاہر
مین ستو منازل ہین انتہی درجات بہشت کے ہین اور منازل باطن
کے ایک لاکھ اڑتالیس ہزار ہین مجمل ان منازل کا علم چار قسم ہے
ایک علم لدنی دوم علم نور سوم علم جمع و تفرقہ چہارم علم طبعیات
عناصر اربعہ و مولدات ثلثہ علم لدنی وہ علم ہے کہ متعلق بامور ذاتیہ
اللہ تعالیٰ کے ہو اور علم نور وہ ہے کہ متعلق بلوازم جمیع ملائکہ ہو - اور
جمع و تفرقہ وہ ہے کہ متعلق بجملہ احکام ایجاد عالم امکان کے ہو لوح
محفوظ اس علم کا ایک شعبہ ہے اور علم طبعیات وہ ہے کہ متعلق
بکائنات عالم دنیا کے ہو یہ علم ارذل العمر ہے - کیونکہ متغیر و تغیر معلوم
ہوتا رہتا ہے یہ علوم خاصہ اس امت مرحومہ کا ہے ان سے پہلے کسیکو
یہ علم نہین ہوا یہ ولی کامل جو عالم شہادت پر قائم ہے کل عالم کو
زیر نظر رکہتا ہے عالم شہادت عالم وجود کا نام ہے اور عالم غیب
عالم معدوم کا نام ہے جیسا کشاف مین تفسیر عالم الغیب والشہادۃ
لکہا ہے - اور علم غیب دو قسم ہے ایک غیب برزخی جو درمیان
غیب مطلق و عالم شہادت کے ہے جو چیز عالم شہادت سے غایب
ہوجاتی ہے اوسکی صورت عالم برزخ مین رہتی ہے علم غیب مطلق
وہ ہے کہ جو عالم برزخ سے بالا ہے وہ خاصہ الٰہی ہے اب غیب مطلق

کو رسول مرتضٰی پر ظاہر کرتا ہے۔ قال تعالیٰ علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا یعنے غیب خاص اپنا کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اوس رسول پر جسکو پسند کر لیا ہو اسطرح ظاہر کرتا ہے کہ آگے پیچھے اسکے فرشتے حفاظت کیواسطے بھیجتا ہے یعنے درمیان اللہ تعالیٰ کے اور رسول مرتضٰی کے کوئی واسطہ نہیں فرشتے ارد گرد اس نور کے ہوتے ہیں جسطرح فوج حلقہ باندھے ہوئے گرد بادشاہ کے ہوتی ہے۔ یہ ملائکہ اس نور نازل کے محافظ ہوتے ہیں کہ شیطان کا خیال اندر نہ آوے اسواسطے کہ اس نور نازل میں سعادت عظمٰی مخلوق کی ہے علوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حد نہیں جیسے کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وقل رب زدنی علما کہہ اے حبیب میرے اے میرے رب مجھکو علم زیادہ دے حضرت کا علم حقائق اور معرفت کا ہر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے کسی حد پر ٹھیرتا نہیں علم شریعت کا ختم ہو گیا اوسکی زیادتی غیر ممکن ہے مگر علم حقیقت کا اور معرفت الٰہیہ کا ہر وقت ترقی پر ہے جو شخص حضرت کے علم کی حد اور نہایت کا قائل ہو وہ مخالف حکم قرآن کا ہے۔ فتوحات مکی جلد دوم باب ۷۳ جواب سوال اول ز سوالات حکیم محمد علی ترمذی۔ باب الحادی والعشرون و ثلثمائۃ جلد ثالث۔ العالم عالمان محسوس وغیر محسوس اول عالم شہادت دوسرا عالم غیب بعض اوقات غائب بعض اوقات محسوس ہوتا ہے وہی عالم شہادت ہے پس علم غیب وہ ہے جو مطلقاً محسوس ہو عقلاً یا اخبار اً معلوم ہو مدرک عالم شہادت حس ہے یہ مخصوص بغیر اللہ ہے کیونکہ صاحب حس عالم بالحواس سے پاک ہے مدرک عالم غیب کا علم ہے بالذات اہل طریقت پر

لازم ہے کہ علاقہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے
اور یہ ملک لا یزال ہے اور یہ عبد عالم برزخ پہ قائم ہوتا ہے۔
برزخ عالم موہوم ہے وہ مابین غیب اور شہادت کے ہے
جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنیوالی ہے یہ عبد قائم
اوس کا عالم ہے (جیسا کہ ہی کے خواص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم
غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم
برزخ میں جاتی ہے اوسکا رجوع نہیں جیسے اعراض کہ متجدد بالامثال
ہوتی ایسا جہان سے یہ چیز آئی تھی وہ غیب اسکا تھا ظاہر ہوکر غیب
مجالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے) علمائے ظاہر و باطن
اسپر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو
لگاتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا
بتی روشن کہ چکر دیں تو ایک آگ کا دائرہ معلوم تا ہے۔ ور اصل یکسا
بتی ہے کہ ... ری جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض
عند العلما ظاہر و بالجواہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متجدد ہے یا
باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جب عبد اس مقام پہ قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالے اوسکو اپنے قبضہ
میں کر لیتا ہے مابین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور
یہ مقام صدیق اکبر کا ہے یعنے اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو
غیبوں یعنی غیب مجالی و اسکا ہی پہ مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا بسبب تخلق قابلیت کو جب حضرت صلعم معراج
شریف میں حضور میں پہنچے۔ اللہ تعالے نے فرمایا آتدری یا محمد فیما
یختصم الملاء الاعلیٰ ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب
کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا نہیں جانتا

جانتا پس اللہ تعالیٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرت کے دونو شانوں مین رکہا۔ اوسکی سردی اور نور دل مین حضرت کے آگیا۔ زمین و آسمانون کی چیزین روشن ہوگئین پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقربین کس مین جہگڑ رہے ہین عرض کیا کفارات و درجات و منجیات مہلکات مین ایک دوسرے سے پوچہتے ہین کہ گناہون کا کفارہ کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہین آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کے جواب دیدو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتوں نے سن لیے۔ یہ کشف ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے ہر وقت ترقی علم درجات ہے۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تمہارے واسطے اچہی ہے شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین لکہتے ہین حتی کہ کوئی صفت بشریت کی آپ مین نہ رہیگی سب صفات باری تعالیٰ کے ہوجاینگے جب صفات باری تعالیٰ کے ساتھ موصوف ہوسکے تو دیکہنا سننا حضرت کا بعینہ دیکہنا سننا خدا کے تعالیٰ کا ہے اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب ور تفسیر وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے لکہتے ہین کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت

اعتقادات دیکہتے ہین۔ اور حدیث تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي یعنی امت کے عمل ہر روز سامنے پیش کیے جاتے ہین شمار یا سرا دی ہے کہ روز مرہ وقتاً فوقتاً حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہین۔ اور ہر ایک [illegible] کو حضرت پہچانتے اور دیکہتے ہین۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بصفات اللہ ہین جسطرح اللہ سے کوئی

لازم ہے کہ علاقہ ذاتی ساتھ اللہ کے رکھے۔ اسکا نام عبودیت ہے اور یہ ملک لازوال ہے اور یہ عبد عالم برزخ پر قائم ہوتا ہے۔ برزخ عالم موہوم ہے درمیان غیب اور شہادت کے ہے جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آنیوالی ہے یہ عبد قائم اوس کا عالم ہے (جیسا کہ نبی کے خواص میں بیان ہوا) اور جو چیز عالم غیب سے عالم شہادت میں آتی ہے پھر فنا ہو جاتی ہے پھر عالم برزخ میں جاتی ہے اوسکا رجوع نہیں جیسے اعراض کہ متجدد بالامثال ہوتی ہیں جہان سے یہ چیز آئی تھی وہ غیب امکانی تھا ظاہر ہو کر یہ محالی میں داخل ہو گئی (یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے) علمائے ظاہر و باطن اسپر متفق ہیں کہ عالم شہادت ہر وقت فنا ہوتا ہے اور نیا وجود اسکو لگاتا ہے سرعت فنا اور ظہور سے چیز کا بقا معلوم ہوتا ہے جیسا بتی روشن کر کے پھرا دیں تو ایک آگ کا دائرہ معلوم ہوتا ہے ور اصل یک بتی ہے کہ [illegible] پھری جاتی ہے۔ ایسے ہی عالم شہادت بالاعراض عند العلماء ظاہر و بالجواہر عند الشیخ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ متجدد ہے یا باقی ہے عوام باقی جانتے ہیں۔

جبکہ عبد اس مقام پر قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالے اوسکو اپنے قبضے میں کر لیتا ہے مابین غیب اور شہادت کے قائم رہتا ہے۔ اور یہ مقام صدیق اکبر کا ہے یعنے اہل مشاہدہ کا۔ اور یہ واقف دونو غیبوں یعنی غیب محالی و امکانی پر مطلع ہوتا ہے۔ علم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محیط سب مخلوقات کو جب حضرت صلعم معراج شریف میں حضور میں پہنچے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ادن منی یا محمد فیما یختصم الملأ الاعلی ای محمد کیا آپ جانتے ہو کہ فرشتے مقرب کس بات میں بحث کرتے ہیں۔ حضرت نے عرض کیا نہیں جانتا

جانتا ہیں اللہ تعالےٰ نے ہاتھ قدرت کا حضرتؐ کے دونو شانون مین رکھا۔ اوسکی سردی اور نور دل مین حضرت کے آگیا۔ زمین و آسمانون کی چیزین روشن ہوگئین پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا محمد جانتے ہو۔ فرشتے مقربین کس بات مین جھگڑ رہے ہین عرض کیا کفارات و درجات و منجیات مہلکات مین ایک دوسرے سے پوچھتے ہین کہ گناہون کا کفارہ کیا عمل ہے اور درجات ترقی کا کیا عمل ہے۔ اور بہشت کی جانب سے کیا عمل روکتا ہے۔ اور دوزخ کی جانب سے کون سا عمل بچاتا ہے جواب کسی کو نہین آتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم سب کے جواب دیدو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب دیئے فرشتون نے سن لیے۔ یہ کشف ظاہر باطن کیسا وسیع ہے۔ اس سے ہر وقت ترقی علم درجات ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ یعنی جو حالت آئندہ ہے پہلے سے تمہارے واسطے اچھی ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر مین لکھتے ہین۔ حتیٰ کہ کوئی صفت بشریت کی آپ مین نہ رہیگی سب صفات باری تعالیٰ سے ہو جائینگے جب صفات باری تعالےٰ کے ساتھ موصوف ہوسکے تو دیکھنا سننا حضرت کا بعینہٖ دیکھنا سننا خدائے تعالےٰ کا ہے اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا کے لکھتے ہین کہ حضرت بنور رسالت امت کے اعمال

ظاہری باطنی اور تفاوت

اعتقادات دیکھتے ہین۔ اور حدیث تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ یعنے امت کے عمل ہر روز سامنے پیش کئے جاتے ہین عمار یاسر راوی ہے کہ روز مرہ و ہفتہ ... حضرت کے اعمال امت پیش ہوتے ہین۔ اور ہر ایک امتی کو حضرت پہچانتے اور دیکھتے ہین۔ اصل اصول اس مسئلہ کا یہ ہے کہ حضرت موصوف بصفات اللہ ہین جسطرح اللہ سے کوئی

جو مخفی نہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ کی تفسیر میں شیخ محی الدین عربی قدس سرہ کہتے ہیں۔
یہ سات صفات باری تعالیٰ کے حضرت کو دو دفعہ عنایت ہوئے
ایک دفعہ مقام قلب میں دوسری دفعہ مقام روح میں۔ وَالْقُرْاٰنَ
الْعَظِيْمَ کی تفسیر فرمائی ہے کہ نور الٰہی مقرون جمیع اسماء و صفات
سے بہ ظہور حضرت کو دیا گیا۔ اور عملدرآمد صحابہ کرام غزوات شام وغیرہ
میں یہ ہے سنت صحابہ کی امت پر واجب العمل ہے۔ کہ سب صحابہ
بروقت حملہ بر اعداء یَا مُحَمَّدُ اَمِتْ اَمِتْ یَا مَنْصُوْرُ اَنْزِلِ النَّصْرَ
یعنی اے محمد کفار کو مارو اے حضرت منصور نصرت اتارو۔
دیکھو اس ندا میں تین باتیں ثابت ہیں۔ حضرت کا حاضر ہونا بعد
وفات شریف کے ندا کا سننا اور امداد کرنی۔ جو شخص اس بات کا منکر ہو
وہ قرآن شریف کا منکر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ مہاجرین و انصار
کی تعریف فرمائی۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ یعنے تم سب مخلوقات سے اچھے ہو
نیکی کا امر کرتے ہو بدی سے ہٹاتے ہو خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی
جو جماعت صحابہ کا منکر ہو اور انکے فعل کو ناجائز کہے وہ کافر مطلق ہے۔
اہل اسلام پر اتباع صحابہ کرام کا فرض العین اعتقادی و ایمانی ہے۔
جس کا اعتقاد مطابق اعتقاد صحابہ کے نہیں وہ شقی ناری ہے۔ اور
معاملات اطلاع دینے حضرت کی صحابہ کرام کو در معاملہ ماریہ نصرانیہ
صاحبہ قلعہ ماردین کہ جسکے ساتھ اوسکا نکاح ہوا تھا وہ اسکا بیٹا تھا
مسمیٰ عمود جب امیر عیاض ابن غانم کے پاس آئی اور ظاہر کیا
کہ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ اس کا منشا تھا کہ اس فریب سے ایک
سو اصحاب کبار قلعہ میں لے جاؤں اور وہاں انکو محبوس کر کے
پھر مطالبہ کروں کہ عمود محبوس عند العدو ہے یا ان صحابہ محبوسین کے

عوض دیدو۔ تب چھوڑونگی۔ امیر عیاض ابن غانم نے جواب
دیا کہ یہ تیرا فریب ہے۔ تیرا شاہزادہ ولی یہ ہے جو عمرو کو رہا ہوا۔ اور
دراصل عمرو تیرا بیٹا ہے۔ فلاں نے پادری کا نطفہ ہے جب متولد
ہوا تو تمنے جنگل میں کپڑوں میں لپیٹ کر کچھ جواہرات اوسکے پاس
رکھکر پتھر کے ستون پر رکھ دیا بعد وزیر پادشاہ شہر یار کا ادھر سے
باپ کے پاس جاتا تھا۔ لڑکے کی آواز سنکر سوار کھڑا ہو دیکھ کہا کیا ہے
سوار نے کہا آدمی کا نو پیدا بچہ ایک ستون میں پڑا ہے وزیر نے
اٹھواکر بحفاظت تمام شہر یار کے پاس بھیجا۔ پادشاہ لاولد تھا۔
اوس نے بیٹا بنایا۔ جب جوان ہوا۔ تو امرا نے یہ تجویز کی کہ ماریہ
کے ساتھ اسکا نکاح ہو۔ ماریہ کسی زوج کو پسند نہیں کرتی تھی
اور اس لڑکے کا نام عمرو رکھا تھا۔ کہ پتھر کے عمود سے اٹھایا گیا
غرض جب ماریہ کو عمرو کی حسن جوانی اور لیاقت کی خبر ہوئی تو نکاح
پر راضی ہوئی۔ نکاح میں مہر یہ ٹھہرا کہ اسّی لاکھ اشرفی اور تین صحابہ
کرام قربان گاہ میں ذبح کرے عمرو صحابہ کے گرفتار کیجواسطے ساٹھ
ہزار لشکر لیکر مسلمانوں کی فوج کی طرف چلا۔ جاسوسوں نے امیر
عیاض کو خبر دی۔ کہ عمرو اس ارادے سے فوج لایا اور اس جگہ اترا ہے
امیر عیاض نے امیر خالد بن ولید کو دو ہزار سوار دیکر بھیجا۔ امیر خالد بن
ولید نے دو ہزار فوج کے چار ٹکڑے کئے پانچسو میمنہ کی طرف اور پانچسو
یسار کی طرف اور پانچسو پیچھے اور آپ پانچسو سوار لیکر دشمن کی فوج کے
پاس گئے اور گھوڑے دوڑائے۔ دشمن کی فوج بیدار ہوکر الٹ ہوگئی
امیر خالد نے ایک جرنیل کافر کو قتل کیا اور عمرو کو گرفتار کر لیا۔ باقی
فوج بھاگ گئی۔ یہ قصہ سنکر ماریہ نے اپنے شوہر کے چھوڑانے
کیلئے یہ حیلہ بنایا میں امیر عیاض کے پاس جاکر اسلام لاؤں اور

کہون کہ سو سوار دو قلعہ مین لیجا کر اپنے ٹھٹے کو فتح کرا دون - امیر
عیاش نے جواب دیا کہ تیرے دل مین فریب ہے تو سوچی ہے کہ اس
فریب سے اپنے شوہر کو چھڑا لون دراصل وہ تیرا بیٹا ہے - اوس نے
کہا دکھاؤ دکھایا تو جو نشان لڑکے پر دیکھے تھے بعینہٖ پائے - ایک کان
لمبا دوسرا نشان خال سیاہ - دیکھکر مان بیٹا گلے لگکر روئے اور مسلمان
ہوگئے ماریہ نے امیر عیاش سے پوچھا یہ خبر تمکو کس نے دی ہے کہ میرا بیٹا
ہے - کسی فرد بشر کو اس کی خبر نہین تھی - امیر عیاش نے فرمایا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم یہ سب قصہ مجھکو تیرے آنے سے پہلے فرما گئے ہین
کہ یہ عمود فلانے پادری کا نطفہ ہے - ماریہ نے اوس سے حرام کا
نطفہ لیا اور اس ارادہ پر آئی ہے - کہ حیلے سے صحابہ کو اپنے قلعے
مین لیجائے - اور قید کرکے بجائے عمود چھڑوائے یا زہر دیوے مگر
عمود کو قید سے چھڑا لے یہ بات سنکر ماریہ اور عمود مسلمان ہوگئے
پس یہ اندرونی خبر دینی حضرت کی عالم شہادت سے مخفی ہے جسکو
غیب کہتے ہین - ایسا ہی انطاکیہ کے محاصرہ مین جب صحابہ کرام گئے
تو فلیطانوس شاہ روم سے الگ ہی مسلمان ہونے کو صحابہ کرام کی فوج
مین شام کیوقت آتا تھا - حضرت یوقنا سے باہم باتین کرتے تھے -
یوقنا نے کہا تم کہان جاتے ہو بولے کہ حفاظت کیواسطے گشت کرتا
ہون - یوقنا کو اس نے کہا سنا ہے کہ تم مسلمان ہوگئے تھے پھر بادشاہ
روم کے پاس کیسے آگئے - یوقنا بولے ہان اسلام لایا تھا - مگر اخلاق
مسلمانون کے پسند نہ آئے - اسیواسطے بادشاہ روم کے پاس آگیا
ہون اور دراصل یوقنا فریب کرنے کو آئے تھے - دل مین مسلمان
تھے - فلیطانوس نے کہا مسلمان اچھے ہین اسلام اچھا ہے سب
دینون سے دین اچھا ہے سب بادشاہون سے مسلمان اچھے ہین

یوقنا سے کہا تمہاری کلام سے ایمان معلوم ہوتا ہے فلیطانوس نے کہا
ہان مین اب مسلمانون کی فوج مین جاتا ہون انکے امیر کے پاس اسلام
ظاہر کرون۔ ابہی یہ دونون اپس مین باتین کر رہے تھے کہ حضرت
ابوعبیدہ جراح امیر لشکر کا سوار آیا کہ امیر کا حکم ہے کہ فلیطانوس اسوقت
نہ آوے۔ کل کو مین جنگ مین کفار کو پیچہے سے مارتا ہوا یوقنا کے ساتھ
فتح کرکے آوے۔ اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے ایمان
کی اور آنے کی اور باہم اوسکے اور یوقنا کے کلام کرنیکی موقع خاص
کی خبر دی۔ یہ عالم شہادت ہے اس شہادت کو تاریکی شب کی
نہین روکتی حضرت اور حضرت کے خواص امت کا خاصہ ہے کہ
رات دن برابر ہے اور نزدیک دور برابر ہے۔ زمین کے نیچے تحت
الثرے سے قاب قوسین تک برابر مشاہدہ فرماتے ہین۔ جیسا
خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ جب خواجہ
عثمان ہرونی کی خدمت مین بیعت کی۔ تو آپنے فرمایا۔ تین روزے رکھو
اور ہزار دفع سورہ اخلاص پڑہو اور سورہ بقر پڑہو۔ جب پڑہ چکے فرمایا
میری دو انگشتون کے درمیان دیکہو آسمان کی طرف۔ انگشتان بالا
کرکے فرمایا اوپر دیکہو۔ دیکہا تو قاب قوسین تک نگاہ گئی۔ دونون
انگشت نیچے کرکے فرمایا۔ اب دیکہو۔ دیکہا تو تحت الثرے تک نظر
گئی پوچہا۔ کہان تک دیکہا عرض کیا۔ کہ تحت الثرے سے قاب
قوسین تک فرمایا۔ اب کام تمہارا شروع ہو گیا۔ بعدہ ۲۰ سال صحرا
مین خواجہ کے ساتھ رہے۔ تکمیل ہوئی ولایت کبری ملی پس جو کچھ
دل مین آتا ظہور پاتا۔ ایکدن خواجہ اجمیری نے حضرت حمید الدین
ناگوری کو فرمایا حمید کیا سبب چون بچہ نیا وردہ بودیم۔ مہر چہ میخواستے
می شدی۔ چون بچہ ہا برآوردیم۔ حاجت کفن باشد۔ خواجہ حمید الدین

ذکر کیا کہ مریم علیہا السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام بمحراب کے
سبب میوہ جات بلا طلب حاضر پاتین جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہوئی تو کھجور خشک کو ہاتھ سے ہلانیکی حاجت پڑی کہ ہلاوے تو
کھجورین گرین - سلسلۂ اسباب اور تجرید مین اتنا فرق ہے - تجرید مین
خیال کافی ہے - سلسلۂ اسباب مین ترتیب اسباب کی حاجت ہے
خواجہ صاحب نے فرمایا - خوب گفتی شیخ ابن عربی فرماتے ہین - کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور شمسی کا ہر وقت مین ہونا سیکھا
مجھکو کبھی رات نظر نہین آئی - روز و شب روشن ہے - اور حضرت
غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہان نبیؐ نے
اپنا قدم رکھا - مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے - حضرت کے مشاہدات
غوث پاک کے مشاہدات ہین وراثۃً - غوث پاک نے فرمایا یا معشر
الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا ما لم تؤتوہ یعنی اے جماعت
انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے ہمکو وہ چیز دی گئی ہے کہ تمکو نہین دیگئی
یعنے علوم ظاہر و باطنی کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے
انکے ہم وارث ہین جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب اسرار وزیر اور بادشاہ
کے سنتا ہے دوسرے نواب و امراء اپنے اپنے مناصب پر کھڑے
ہین وہ کچھ نہین سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اوس حکم کو اپنی اپنی
ولایت مین جاری کرتے ہین نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم
کا نام کوئی نہین مگر جو اسرار و رموز بادشاہ اور وزیر کے ہین وہ اس کے
دل مین ہین اور کا حافظ ہے اسکا نام ولی بیشک ہے اور ان تحریری فرمانون
کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشیدہ
رکھنے کا حکم ہے اسیواسطے نبی اور رسول پر اظہار معجزہ واجب ہے

اور ولی پر اخفاء کرامت فرض ہے جو ولی کرامت کو ظاہر کرتا ہے وہ باذن اللہ کرتا ہے نبی اور رسول کو اذن ہو چکا اسیواسطے حکم ہے کہ شفاعت کوئی بغیر کی باذن رب کوئی نہیں کرسکتا اور حضرت کو ہو چکا انبیا میں اور عالم برزخ میں شفاعت کر رہے ہیں چنانچہ نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا واستغفر لہم یعنی استغفار کیواسطے پردہ پوشی کی دعا مانگو۔ جو امر الہی ہو اسکا بجالانا فرض ہے جو فرض ادا کیا جاوے اسکی قبولیت میں شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے اول منظور کر دیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص اسکا کلام الہی پورے تو اسکی منظوری میں شک کرے اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا ادعونی استجب لکم تم مجھ سے مانگو میں دونگا اور دعا درست کرو میں قبول کرونگا جتنی کرامات اولیاء کے ہیں سب باواسطہ دعا کا نتیجہ ہیں اسیطرح مردہ کو زندہ کرنا یا سنگی کو سونا کرنا یا ہری کرنا اور شفا دینا یہ سب کام خدا تعالے کے ہیں ولی کی دعا ہی دعا ہے اللہ تعالے نے فرمایا حکایت از ابراہیم خلیل علیہ السلام واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا نیت اور ارادہ بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالے سے کشتی غرق شدہ کو مع اہل کشتی زندہ دریا سے نکال دی اسمیں اعتراض شرعی نہیں کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالے کا ہے اسمیں انکار کرنا سو جب انکار قدرت الہی کا ہے ایسا ہی دور سے دیکھنا اور سننا دعا کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال اللہ تعالے ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اوس کے مطابق اللہ تعالے وہ چیز پیدا کر دیتا ہے منکروں کا انکار اسلئے ہے یہ لوگ سمجھ رہے کہ خدا تعالے کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال سمجھ کر مشرک بنتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب قرآن شریف صحابہ کو سمجھاتے تو سب یقین کر گئے کہ بندہ کا سب فعل ہے اور خدا تعالے خالق ہے

حوالافعال — پس اعتراض سائل غلط ہوئے۔ اصل تو اعتراض منکر کی رات کے۔ بوقت طلوع آفتاب دور ہوگیا۔ تمام شد باقی آئندہ ان شاء اللہ

عرض کیا کہ مریم علیہا السلام پیش از ولادت عیسیٰ علیہ السلام بمحراب کے
سبب میوہ جات بلا طلب حاضر پاتیں جب ولادت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہوئی تو کھجور خشک کو ہاتھ سے ہلانیکی حاجت پڑی کہ ہلاوے تو
کھجوریں گریں سلسلۂ اسباب اور تجرید میں اتنا فرق ہے۔ تجرید میں
خیال کافی ہے سلسلۂ اسباب میں ترتیب اسباب کی حاجت ہے
خواجہ صاحب نے فرمایا خوب گفتی شیخ ابن عربی فرماتے ہیں۔ کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ظہور شمسی کا ہر وقت میں ہوتا ہے سیکھا
مجھکو کبھی رات نظر نہیں آئی۔ روز و شب روشن ہے۔ اور حضرت
غوث پاک کا کہنا کہ جو قدم ولایت کا حضرت نے اٹھایا وہاں سے
اپنا قدم رکھا۔ مگر قدم نبوت مستثنیٰ ہے حضرت کے مشاہدات
غوث پاک کے مشاہدات ہیں وراثۃً غوث پاک نے فرمایا یا معشر
الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا ما لم تؤتوہ یعنی اے جماعت
انبیاء کی تمکو لقب دیا گیا ہے ہمکو وہ چیز دی گئی ہے کہ تمکو نہیں دی گئی
یعنے علوم ظاہر و باطنی کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے
انکے ہم وارث ہیں جیسا خادم وزیر کا پاس وزیر کے حاضر ہے اور
وزیر بادشاہ سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ سب اسرار وزیر اور بادشاہ
کے سنتا ہے دوسرے نواب و امراء اپنے اپنے مناسب پر کھڑے
ہیں وہ کچھ نہیں سنتے انکے پاس حکم تحریری جاتا ہے اوس حکم کو اپنی اپنی
ولایت میں جاری کرتے ہیں نام انکا نائب السلطنت ہے اس خادم
کا نام کوئی نہیں مگر جو اسرار درمیان بادشاہ اور وزیر کے ہیں وہ اس کے
دل میں ہیں اور انکا حافظ ہے اسکا نام ولایت ہے اور ان تحریری فرمانوں
کا نام نبوت اور رسالت ہے انکو جاری کرنے کا حکم ہے اور خادم کو پوشیدہ
رکھنے کا حکم ہے اسیواسطے نبی اور رسول پر اظہار معجزہ واجب ہے

اور وفا ہو انتظار کرامت فرض ہے جو ولی کرامت کو ظاہر کرتا ہے وہ
باذن اللہ کرتا ہے نبی اور رسول کا اذن ہو چکا اسی واسطے حکم ہے کہ شفاعت
کی بلا اذن رب کوئی نہیں کر سکتا اور حضرت کو ہو چکا اپنے خاصوں اور عالم برزخ
میں شفاعت کرتے ہیں جسکا نام استغفار ہے اللہ نے فرمایا واستغفر لذنبک
امت کیواسطے پیر و پیشوا کی دعا مانگو جو امر الٰہی ہو اسکا بجا لانا فرض ہے
جو فرض ادا کیا جاوے اسکی قبولیت میں شک کرنا کفر ہے کیونکہ جب اللہ تعالے نے
نے اول منظور کر لیا تب حکم بجا آوری کا فرمایا جو شخص احکام الٰہی بجا لاوے
اور اسکی منظوری میں شک کرے اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا ادعونی استجب
لکم تم مجھ سے مانگو میں دونگا اور بے شک میں قبول کرونگا جتنی کرامات اولیاء
کے ہیں سب دعا و التجا کا نتیجہ ہیں اسے مردے کو زندہ کرنا یا مسی کو سونا کرنا
یا بچی کو بچا اور بنادینا یہ سب کام خدا تعالے کے ہیں ولی کی دعا قبول ہوتی ہے
اللہ تعالے نے فرمایا خالق جب انا ابراہیم خلیل علیہ السلام واللہ خلقکم وما
تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا نیست اور ارادہ
بندہ کا فعل کام خدا کا اور حضرت غوث اعظم نے دعا کی اللہ تعالے سے کشتی
غرق شدہ کو مع اہل کشتی زندہ و صحیح سلامت نکالدی اس میں اعتراض شرعی نہیں
کیونکہ دعا کام بندہ کا ہے قبول کرنا کام خدا تعالے کا ہے اس میں انکار کرنا
سو جب انکار قدرت الٰہی کا ہے ایسا ہی و درستہ دیکھنا اور سمجھنا
کا ساتھ ایجاد اللہ کے ہے آدمی کوئی کام خود نہیں پیدا کرتا خالق الافعال
اللہ تعالے ہے فقط بندے کی کرامت اتنی ہے جو ارادہ کرے اور اسکے
مطابق اللہ تعالے وہ چیز پیدا کر دیتا ہے منکروں کا انکار اسکا وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ سمجھ
بیٹھے کہ خدا تعالے کو خالق الافعال نہیں جانتے ولی اور نبی کو خالق الافعال
سمجھکر مشرک ہوتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا قرآن شریف سے سمجھا گیا
سمجھا الہ سے حقیقت کر گئے کہ بندہ کا سبب فعال ہے اور خدا تعالے خالق ہے